فقہائے سبعہ (۴)

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(از مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب صدر مدرس تقویۃ الاسلام لاہور)

نام و نسب عبید اللہ نام، ابو عبد اللہ کنیت، سلسلہ نسب اس طرح ہے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود ہذلی۔ آپ مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت عبد اللہ کا صغار صحابہ میں شمار ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر پانچ یا چھ سال تھی۔ ان کے صاحبزادے حمزہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد حضرت عبد اللہ سے پوچھا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ یاد ہے؟ فرمانے لگے ہاں مجھے یاد ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا۔ میرے سر پہ ہاتھ پھیرا اور میرے اور میری اولاد کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ اس وقت میں پانچ یا چھ برس کا تھا[۱] علامہ ابن عبد البر نے آپ کو کبار تابعین میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت عمر انہیں عامل مقرر کیا کرتے تھے اس پر امام نووی فرماتے ہیں انہیں حضرت عمرؓ کے عامل مقرر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کئی سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے[۲] آپ کوفہ میں نماز پڑھانے کے لیے امام مقرر تھے۔ ۷۴ھ میں انتقال فرمایا۔

حضرت عبید اللہ کے دادا جناب عتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کے حقیقی بھائی ہیں۔ حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ ہجرت کے وقت یہ اپنے بھائی حضرت عبد اللہ بن مسعود کے رفیق سفر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کی اطلاع پاکر مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور غزوہ احد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے[۳] آپ بہت بڑے عالم و فاضل تھے اور عہد فاروقی میں مختلف عہدوں پر فائز رہے تھے۔ امام ابن شہاب زہری فرماتے ہیں کہ آپ علم و فضل اور حدیث و فقہ کے جاننے میں اپنے بھائی عبد اللہ بن مسعود سے کسی طرح کم

---

[۱] تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۲۷۸ [۲] ایضاً [۳] الاصابہ ج ۴ ص ۲۱۰ و تہذیب الاسماء ص ۳۶

نہیں تھے۔ مگر چونکہ ان کا انتقال بہت پہلے ہو گیا تھا اس لئے انہیں اپنے بھائی کی طرح علوم دین کی نشر و اشاعت کا موقعہ نہیں ملا اور نہ ہی لوگوں میں وہ شہرت نصیب ہوئی جو حضرت عبد اللہ بن مسعود کو ہوئی تھی[۱]

طلب علم حضرت عبید اللہ سن رشد کو پہنچنے کے بعد تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے مندرجہ ذیل اساطین علم و فن صحابہ کرام کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کیا۔ اور جس سے جو کچھ مل سکا اس کے حاصل کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عتبہ کے علاوہ مندرجہ ذیل اصحاب سے خصوصیت کے ساتھ استفادہ کیا۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت ابو واقد لیثیؓ، حضرت زید بن خالدؓ، حضرت نعمان بن بشیرؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہ بنت قیسؓ وغیرہ صحابہ کے علاوہ بہت سے تابعین عظام سے بھی کسب فیض کیا۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

قوت حفظ آپ کا حافظہ بڑا قوی اور یادداشت نہایت مضبوط تھی۔ جو بات یاد رکھنا چاہتے وہ کبھی آپ کے حافظہ کی گرفت سے نکل نہیں سکتی تھی۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

ما سمعت حدیثا قط فاشاء ان اعیہ فاعیہ[۲]	میں جب کوئی حدیث سنتا اور چاہتا کہ اسے یاد رکھوں تو میں اسے یاد رکھ سکتا تھا۔

علم و فضل ہمت عالی، روشن دماغی، حافظہ کی بے پناہ مضبوطی، افضل اور اعلم ترین صحابہ کی خدمت میں مسلسل حاضر باشی، تحصیل علم کی تڑپ صادق۔ اور جذبۂ صحیح، پھر شب و روز کی لگاتار محنت اور جانکاہی آپ کی علمی اور عملی زندگی کی تشکیل کے وہ مؤثر اور حقیقی عوامل ہیں جن کی بدولت آپ بہت جلد نہ صرف اپنے ہم عصر اور بعد کے اہل علم میں بلکہ خود فقہائے سبعہ میں ایک ممتاز اور نمایاں حیثیت کے مالک بن گئے۔ اور علم و فضل کے اس اونچے مقام پر پہنچے کہ بڑے بڑے اساطین علم اور چوٹی کے آئمہ دین آپ کی مدح میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ وہ آپ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو طفل مکتب سمجھتے۔ چنانچہ امام ابن شہاب زہری جو مسلسل آٹھ سال تک فقیہ الفقہا حضرت سعید بن مسیب کے خرمن علم

---

[۱] الاصابہ ج۴ ص۲۱۶ و تہذیب الاسماء ص۳۶۰ [۲] تہذیب الاسماء ص۳۱۲/۱۷۰

سے خوشہ چینی کرتے رہے اور بحرِ علم حضرت عروہ بن زبیر سے سیرابی حاصل کرنے کے بعد سمجھنے لگے کہ بہت کچھ سیکھ لیا ہے۔ اب مزید طلب اور جستجو کی چنداں حاجت نہیں جب آپ کی خدمت میں پہنچے اور آپ کے علم کی وسعت اور گہرائی کا مشاہدہ کیا تو انگشت بدنداں رہ گئے اور واشگاف الفاظ میں اقرار کیا کہ میں نے ابھی کچھ نہیں سیکھا اور بدستور علم سے تہی دامن ہوں ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

سمعت من العلم شیئاً کثیراً	بہت کچھ علم حاصل کرنے کے بعد خیال
فظننت انی قد اکتفیت حتی	ہوا کہ میں نے بہت کافی سیکھ لیا ہے
لقیت عبید اللہ فاذا کانی لیس	مگر جب عبید اللہ سے ملاقات ہوئی تو یوں
فی یدی شئی ¹	محسوس ہوا کہ میرے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے

نیز فرمایا

ما جالست احداً من العلماء	میں نے تحصیل علم کے سلسلہ میں جب بھی
الا اری انی قد انیت علی ما	کسی عالم کی ہم نشینی اختیار کی تو کچھ عرصہ کے
عندہ وقد کنت اختلف	بعد ایسا معلوم ہوا کہ میں نے اس کا تمام
الی عروۃ حتی ما کنت	علم سیکھ لیا ہے چنانچہ میں جناب عروہ کے
اسمع منہ الا معادا ما	حلقہ درس میں اتنی مدت حاضر ہوتا رہا۔
خلا عبید اللہ فانہ لم	کہ ان کی تقریر میں اب وہ باتیں ذکر ہونے
آتہ الا وجدت عندہ	لگیں جو میں پہلے بارہا سن چکا تھا۔ صرف
علماً طریفا ²	حضرت عبید اللہ ہی وہ شخص ہیں کہ جب بھی

مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا انہیں تازہ بتازہ اور نو بنو علم کے دریا بہاتے ہوئے پایا

حضرت امام مالک فرماتے ہیں۔

کان ابن شہاب یاتی	یعنی امام زہری عالم ہونے کے باوجود
عبید اللہ وکان من العلماء	حضرت عبید اللہ کی خدمت میں حدیث پڑھنے

¹ ابن خلکان ص۲۷ جلد ا ² تہذیب التہذیب ص۳۳ جلد ۷ و تہذیب الاسماء ص۳۱۲ ج ۱

فکان یجدمہ ویستقی ھو لہ من الابئر[1]	کے لیئے حاضر ہوا کرتے تھے اور سعادتمند شاگرد کی طرح ان کی خدمت کرتے اور ان کے لیئے کنویں سے پانی بھر کر لاتے تھے

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

وکان (ابن شہاب) یخدم عبید اللہ ویستقی لہ الماء المالح[2]	ابن شہاب حضرت عبید اللہ کی خدمت کرتے تھے اور کنویں سے ان کے لیئے نمکین پانی بھر کر لاتے تھے۔

ترجمان قرآن حبر امت حضرت عبداللہ بن عباس آپ سے نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔ اور فیض پہنچانے میں کسی طرح دریغ نہیں کرتے تھے، امام زہری فرماتے ہیں۔

کان ابوسلمۃ یسأل ابن عباس فیخزن عنہ وکان عبید اللہ یلطفہ فکان یعزہ عزا[3]	ابو سلمہ حضرت ابن عباس سے کوئی بات پوچھتے تھے تو بسا اوقات آپ ان کو بتانے سے گریز کرتے تھے عبید اللہ بڑی نرمی اور رفق سے کام لیتے تھے اس لیئے حضرت عبداللہ بن عباس بھی ان کی بہت عزت کرتے تھے۔

حضرت عبید اللہ آئمہ دین کی نظر میں علمائے اسلام نے سلفاً و خلفاً علوم شرعیہ (کتاب و سنت اور ان سے مستنبط شدہ فقہ) اور فنون ادبیہ میں آپ کی امامت اور جلالت کی بڑے زور دار الفاظ میں شہادت دی ہے اور آپ کی قابلیت اور استعداد کے متعلق نہایت گہرے دلی تاثرات کا اظہار فرمایا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں۔

ھو تابعی ثقۃ رجل صالح جامع للعلم وھو معلم عمر بن عبد العزیز[4]	آپ کا شمار تابعین میں ہے۔ نیک مرد اور جامع عالم ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اتالیق تھے۔

امام ابن عبدالبر لکھتے ہیں۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ص۷۴ ج۱ [2] البدایہ والنہایہ ص۳۴۱ ج۹ [3] طبقات ابن سعد ص۱۸۵ ج۵ [4] تہذیب الاسماء ص۳۱۲ ج۱

كان احد الفقهاء العشرة ثم	آپ دس پھر سات ان فقہاء میں سے
السبعة الذين يدور عليهم	ایک ہیں جن پر فتوے کا دار و مدار تھا۔ آپ
الفتوى وكان عالماً فاضلاً مقدماً	عالم فاضل تھے اور علم فقہ میں سب پر
في الفقه[1]	مقدم تھے۔

امام زہری فرماتے ہیں

كان عبيد الله من بحور العلم[2]	حضرت عبید اللہ علم کا سمندر تھے۔

علامہ ابن جعفر طبری اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

كان مقدماً في العلم والمعرفة	آپ علم، معرفت احکام اور حلال و حرام کے
بالاحكام والحلال والحرام[3]	جاننے میں سب پر مقدم تھے۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں۔

عبيد الله بن عبد الله الفقيه	یعنی آپ علم شریعت کا پہاڑ اور فقہائے
العلم ابو عبد الله الهذلي المدني	سبعہ میں سے ایک تھے۔
الضرير احد الفقهاء السبعة[4]	

علامہ ابن کثیرؒ کے الفاظ یہ ہیں۔

كان اماماً حجة وكان مؤدب عمر بن	آپ امام، حجت اور عمر بن عبدالعزیز
عبد العزيز وله روايات كثيرة عن	کے استاد تھے۔ بے شمار صحابہ سے
جماعات من الصحابة[5]	روایت کرتے ہیں۔

امام نوویؒ رقمطراز ہیں۔

هو ابو عبد الله عبيد الله الهذلي	حضرت عبید اللہ امام اور تابعی ہیں۔ مدینہ
الامام التابعي احد فقهاء المدينة	طیبہ کے فقہائے سبعہ میں شمار ہوتے ہیں۔
السبعة اتفقوا على جلالته و	آپ کی جلالت امامت اور عظیم الشان مرتبہ

[1] تہذیب التہذیب صـ ۲۳ جلد ۷ [2] تذکرۃ الحفاظ صـ ۷۴ جلد ۱ [3] تہذیب التہذیب صـ ۲۴ جلد ۷۔

[4] تذکرۃ الحفاظ صـ ۷۴/۱ج [5] البدایہ صـ ۱۲۶/۹ج۔

امامتہ وعظم منزلتہ[1] — پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

قاضی ابن خلکان لکھتے ہیں

ھو احد الفقہاء السبعۃ بالمدینۃ و — آپ مدینہ کے فقہائے سبعہ میں سے ایک

ھو من اعلام التابعین۔ — ہیں اور چوٹی کے تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔

امام ابوزرعہ رازی جو جرح وتعدیل کے مسلم امام ہیں آپ کے متعلق فرماتے ہیں۔

ثقۃ مامون امام[2] — آپ لائق اعتماد با امانت امام ہیں

سیاست ملکی میں آپ کا مقام | علوم دین میں مہارت حاصل کرنے اور ان میں امامت کے درجہ پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ ملکی معاملات میں بھی آپ چوٹی کے مدبر اور نہایت اعلیٰ درجہ کے صائب الرائے مفکر تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز امور سلطنت میں اکثر آپ سے مشورہ لیتے تھے۔ اور آپ کی اصابت رائے کے اس قدر گرویدہ تھے کہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

بخدا! میں حضرت عبیداللہ کی ایک ایک رات بیت المال کے ایک ایک ہزار دینار کے عوض خریدنے کو تیار ہوں۔ لوگوں نے متعجب ہوکر پوچھا امیرالمومنین! جب کہ بیت المال کے حفاظت میں آپ کا احتیاط غلو کی حد تک پہنچا ہوا ہے اور آپ اس سے ناحق ایک پائی تک خرچ کرنے کے روادار نہیں ہیں آپ یہ کیا فرما رہے ہیں؟ فرمانے لگے آپ لوگ حضرت عبیداللہ کی قدر کیا جانیں۔

واللہ! میں ان کے عاقلانہ مشورے اور سود مند نصیحت اور راہنمائی سے بیت المال کے لاکھوں روپیہ کی بچت کرتا ہوں۔ ان کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے سے عقل بڑھتی ہے قلب کو راحت پہنچتی ہے۔ غم دور ہوتا ہے اور ادب و ہنر میں پاکیزگی آتی ہے[3]

اندازہ فرمایئے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دل میں جو خود ایک بڑے محدث، اونچے طبقہ کے فقیہ اور عالی مقام صاحب تدبیر حکمران ہیں۔ آپ کی عظمت و حرمت کا جذبہ کس قدر موجزن ہے اور انہوں نے آپ کے متعلق اپنے تاثرات کا کس والہانہ انداز میں تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے

---

۱ تہذیب الاسماء ص ۳۱۲ ج ۱ ۲ تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۳ ۳ ابن خلکان ص ۲۷۱ ج ۱

لو كان عبيد الله حيا ما صدرت الا عن رايه[1]

اگر آج حضرت عبید اللہ زندہ ہوتے تو میں ان کے مشورہ پر عمل کرتا اور ان کی رائے سے سرمو انحراف نہ کرتا۔

کبھی فرماتے اگر آج حضرت عبید اللہ موجود ہوتے تو خلافت کے دھندوں سے صحیح و سلامت بچ نکلنا میرے لئے آسان ہوتا۔[2]

حضرت عمر بن عبد العزیز کی نگاہ میں آپ کی بے پناہ قدر و منزلت کا صحیح صحیح اندازہ امام ابوالزناد کے اس قول سے بھی ہوتا ہے۔

ربما كنت ارى عمر بن عبد العزيز فى امارته ياتى عبيد الله فربما حجبه وربما اذن له[3]

میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو مدینہ منورہ کی گورنری کے ایام میں دیکھا ہے کہ وہ اکثر (مشورہ طلب امور کے سلسلہ میں) حضرت عبید اللہ کے در دولت پر حاضر ہوتے تھے وہ کبھی انہیں اندر آنے کی اجازت دے دیتے اور کبھی انکار کر دیتے تھے۔

اللہ اللہ! علمائے حق کی بے نیازی اور انصاف پرور حکمرانوں کے دل میں ان کے احترام اور عزت کی کتنی عمدہ مثال ہے۔

شعر و شاعری علوم دین میں کامل مہارت اور حدیث و فقہ میں درجہ امامت پر سرفرازی کے ساتھ ساتھ آپ فنون ادب میں بھی نمایاں حیثیت کے مالک تھے اور اعلےٰ درجہ کے شاعر مانے جاتے تھے۔ علمائے اسلام اور آئمہ دین نے ایک شاعر کی حیثیت سے بھی آپ کی ویسی ہی تعریف کی ہے جیسا کہ علوم شریعت کا امام ہونے کی حیثیت سے آپ کی مدح فرمائی ہے چنانچہ حافظ ابن عبد البر آپ کی سخن دانی اور شاعری کی داد دیتے ہوئے فرماتے ہیں علم و فضل میں تقدم اور فقہ و حدیث میں تفوق و برتری کے ساتھ ساتھ آپ بڑے جید شاعر بھی تھے تقوےٰ و پرہیزگاری میں بھی بے نظیر تھے۔ میں نے عہد صحابہ کے بعد آج تک کوئی فقیہ ان سے بڑھ کر شاعر نہیں دیکھا

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز لابن الجوزی ص ۲۸۳ [2] حلیۃ الاولیاء ص ۱۸۸ جلد ۲ [3] حلیۃ الاولیا ص ۱۸۹ جلد ۲ و سیرت عمر بن عبد العزیز لابن الجوزی ص ۹۔

اور نہ کسی شاعر کو ان سے بڑا عالم اور فقیہ پایا ہے [1]

امام ابو جعفر طبری علم وفضل میں آپ کے تقدم کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

وکان مع ذالک شاعراً مجیداً [2] وہ ان علوم میں مہارت کے ساتھ ساتھ بہت عمدہ شاعر بھی تھے۔

آپ کے کلام کا کوئی مجموعہ مطبوع یا غیر مطبوع میرے علم میں نہیں ہے۔ ہاں تراجم کی کتابوں میں آپ کے کلام کے کچھ کچھ نمونے مل جاتے ہیں۔

ابو تمام نے علم وادب کی شہرہ آفاق کتاب حماسہ میں جس میں چوٹی کے شعراء عرب کے بہترین کلام کا انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ آپ کے کلام کا یہ نمونہ دیا ہے۔

شققت القلب ثم ذررت فیہ ۔۔۔ ھواک فلیم فالتام الفطور

تغلغل حب عثمة فی فوادی ۔۔۔ فبادیہ مع الخافی یسیر

تغلغل حیث لم یبلغ شراب ۔۔۔ ولا حزن ولم یبلغ سرور

جب آپ نے عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے یہ اشعار کہے تو کسی نے کہا آپ بایں ہمہ علم وفضل اس قسم کے اشعار کہتے ہیں؟ فرمانے لگے فی اللدود راحة المفئود [3]

ایک دفعہ اسی قسم کے ایک اعتراض کے جواب میں کہا:

ارایتم المصدور اذا لم ینفث ۔۔۔ دیکھتے نہیں جب سل ودق کا مریض اپنے

الیس یموت [4] ۔۔۔ سینہ کا مواد باہر نہیں پھینکے گا تو کیا وہ مر نہ جائیگا؟

آپ کے حالات کا سرسری جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ذات میں وہ اوصاف پائے جاتے ہیں جو شخص واحد میں شاذ ونادر ہی جمع ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ محدثین نے آپ کی شاعری کا تذکرہ کسی قدر تعجب آمیز لہجہ میں کیا ہے۔

پھر شاعری کا عفت وپاکبازی اور تقوے وپرہیزگاری سے عام طور پر تعلق کم ہی خیال کیا گیا ہے کیونکہ ان حضرات کا کلام تو عموماً ناحق مدح سرائی، بے جا ہجوگوئی اور بلاوجہ دوسروں کی آبرو وعزت پر حملہ کرنا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے۔

والشعراء یتبعهم الغاوٗن ۔ الم تر انهم فی كل واد یهیمون وانهم

---

[1] تہذیب التہذیب ص۲۳ جلد ۷ [2] حوالہ مذکور [3] ابن خلکان ص۲۹۲ جلداوّل [4] طبقات ابن سعد ص۱۸۵ ج۵

یقولون مالا یفعلون ۔ (الشعراء)

مگر آپ ان شعراء میں سے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے الا الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات وذکروا اللہ کثیرا کہہ کر مستثنیٰ فرمالیا ہے۔ کیونکہ آپ پہلے قسم کے شعراء کی ہر طرح کی بیہودگیوں اور آلودگیوں سے بری ہیں۔ اگر آپ ایک طرف شعر و شاعری فرمارہے ہیں تو دوسری طرف علم و عرفان کے دریا بہا رہے ہیں۔ ادھر سے کچھ فرصت ملی تو یادِ خدا میں اس طرح محو ہیں کہ دنیا ومافیہا سے بے خبر ہیں۔

نماز و عبادت آپ کو نماز و عبادت اور دعا و مناجات سے بے حد محبت تھی۔ جب آپ نماز میں مصروف ہوتے تو گرد و پیش کی ہر چیز سے غافل ہو جاتے تھے۔ بہت لمبی نماز پڑھتے تھے اور قیام طویل کے عادی تھے۔ کسی بڑی سے بڑی شخصیت کے لئے بھی نماز میں تخفیف پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت زین العابدین آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ آپ پہلے نماز شروع کر چکے تھے۔ اس لئے بیٹھ کر انتظار کرنے لگے آپ نے حسبِ معمول نماز کو اس قدر طول دیا کہ حضرت موصوف پر انتظار شاق گذرنے لگا۔ جب آپ اپنی عادت کے مطابق نماز سے فارغ ہوئے تو کسی نے سرزنش کے طور پر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے لختِ جگر آپ کی ملاقات کے لئے آئے اور آپ نے انہیں اتنے عرصہ تک انتظار کرنے کے لئے مجبور کیا؟ فرمانے لگے میں اللہ تعالےٰ سے اپنے قصور کی بخشش چاہتا ہوں۔ پھر فرمایا جو شخص بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو اس کی اتنی خطا تو معاف ہونی ہی چاہیئے[1]

زہد و تورع جس قدر آپ کو انابت الی اللہ اور اخروی درجات کے حصول سے محبت تھی۔ اس سے کہیں زیادہ دنیا اور متاعِ غرور سے نفرت تھی۔ حافظ ابو نعیم اصفہانی اولیاء اللہ میں آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ومنهم عبيد الله بن عبد الله بن عتبة الهذلي احد الاربعة من البحور المواصل الرواح بالبكور المنابذ للدنيا خيفة الغرة والغرور[2]

(باقی بر صفحہ ۵۲)

[1] تذکرة الحفاظ ج۱ ص۷۸ [2] حلیة الاولیا ج۲ ص۱۸۸